عصمت درانی *

ماہنامہ ”العزیز“ (۱۹۴۰ – ۱۹۴۶ء): ریاست بہاول پور کا ایک اہم ادبی مأخذ

Abstract:

The Monthly *Al Aziz*: An Important Literary Source of the Bahawalpur State

The monthly *Al-Aziz* was launched in 1940 by Azizur Rahman Aziz, a retired district judge and a known literary figure of the state of Bahawalpur. The article highlights the importance of this journal in promoting literature produced in Urdu by writers in that region. By allocating a section to the Seraiki language it also became the most authentic source of material written and published in that language. For some time the journal also introduced a section of writings by women. After Aziz's death in 1944, *Al-Aziz* was managed by his son Hafeezur Rahman for two years after which it was discontinued.

Keywords: The Monthly *Al Aziz*, Azizur Rahman Aziz, Hafeezur Rahman, The State of Bahawalpur, Seraiki Language.

برصغیر میں ریاست بہاول پور کی بنیاد ۱۷۲۷ء میں رکھی گئی، اور اس کی یہ جداگانہ حیثیت ۱۹۵۵ء میں پاکستان کے

صوبۂ پنجاب میں ادغام تک قائم رہی۔ ۱۸۶۶ء میں یہاں پہلا مطبع ''صادق الانوار'' قائم ہوا۔ اس سرکاری مطبعے کے قیام کے ایک سال بعد ریاست کے پہلے سرکاری اخبار، صادق الاخبار کا اجرا ہوا، جو ۱۸۶۷ء سے ۱۹۵۵ء تک صحافتی خدمات انجام دیتا رہا۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بہاول پور میں صحافت کا باقاعدہ آغاز اسی اخبار سے ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً بہاول پور سے کئی ادبی رسائل و جرائد شائع ہوئے،[۱] العزیز بھی انھی میں سے ایک ہے۔

العزیز کی بنیاد تب پڑی، جب بہاول پور کی معروف علمی و ادبی شخصیت اور ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج عزیز الرحمان عزیز[۲] (۱۸۷۳-۱۹۴۴ء) [اس کے بعد صرف عزیز] نے ملازمت سے سبک دوشی (۱۲ مئی ۱۹۳۸ء) کے بعد تصنیف و تالیف کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا، اور اس سلسلے کو مزید وسعت دینے اور بہاول پور میں علم و ادب کی اشاعت کی غرض سے اپنے شاعر و ادیب بیٹے حفیظ الرحمان حفیظ (۱۸۹۶ - ۱۹۵۹ء) [اس کے بعد صرف حفیظ] کی معیت میں ستمبر ۱۹۳۹ء میں ''عزیز المطابع الیکٹرک پریس'' کے نام سے صادق گنج بازار (موجودہ مچھلی بازار) کی ایک تین منزلہ عمارت میں بہاول پور کا پہلا عوامی مطبع قائم کیا، جس کا افتتاح سر شیخ عبدالقادر (۱۸۷۴ - ۱۹۵۰ء) نے کیا، جو اس وقت بہاول پور کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔[۳] اس مطبع سے پہلے بہاول پور کے لوگ طباعت و اشاعت کی سہولتوں سے محروم تھے اور اس مقصد کے لیے انھیں ریاست سے باہر جانا پڑتا تھا،[۴] لیکن اب جہاں تصنیف و تالیف کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا اور صحافت کو فروغ ملا، وہاں اس کی بدولت علمی و ادبی اور سیاسی نوعیت کے رسائل و جرائد اور اخبارات کا اجرا بھی یہاں سے ہونے لگا۔[۵]

مطبعے کے قیام کے تقریباً چھے ماہ بعد عزیز نے اپریل ۱۹۴۰ء میں العزیز کے نام سے ایک ادبی مجلّے کا اجرا کیا، جس کے ذکر کے بغیر بہاول پور کی علمی و ادبی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔ اپنے عہد اور مقام اشاعت کے اعتبار سے بلند معیار کے حامل اس مجلّے نے نہ صرف علمی و ادبی خدمات انجام دیں بلکہ ریاست بہاول پور کو لوگوں سے متعارف کرایا۔ عزیز کو العزیز کے اجرا سے قبل نہ صرف آئندہ پیش آنے والی مشکلات کا بخوبی اندازہ تھا، بلکہ اس سے پہلے جاری ہونے والے رسالوں کا مایوس کن انجام بھی ان کے سامنے تھا۔ لیکن یہ سب باتیں ان کے ملک و ملت کی خدمت کے عزم کو متزلزل نہ کر سکیں۔ لکھتے ہیں:

> ...... میرا عزم ان تمام مشکلات پر غالب آ گیا۔ چونکہ میرا طریق خدمت موجودہ کثیرالاشاعت رسالوں کا سا نہیں، اس لیے کہ میں علمی ادبی خدمات کے علاوہ تاریخی، اخلاقی اور اصلاحی خدمت کے لیے جن مقاصد کو ذہن نشین کر کے العزیز کا اجرا کر رہا ہوں، وہ باقی تمام لٹریری میگزینوں سے جداگانہ ہے۔ اگرچہ شکستہ خاطری اور دل شکنی کے روح فرسا تجربات سے چشم پوشی غیر ممکن ہے۔ پھر بھی میرے استقلال کے ایوان کی بنیادیں

غیر متزلزل رہیں۔اور اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنے سوز درونی سے ملک کے ہمدرد طبقے کو غیرت دلا کر خدمت وطن کی دعوت دوں۔[6]

العزیز، بہاول پور میں اپنے عہد کا واحد علمی و ادبی پرچہ تھا جو نامساعد حالات کے باوجود اپریل ۱۹۴۰ء سے جنوری ۱۹۴۶ء تک باقاعدگی سے عزیز المطابع سے چھپ کر حفیظ منزل سے شائع ہوتا رہا۔ اپنا مطبع ہونے کے باعث بغیر کسی کے منت کش ہوئے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہو جاتا تھا۔ اسی دوران عزیز نے ۱۸ اگست ۱۹۴۰ء کو العزیز کے نام سے ہی حفیظ کی زیر ادارت ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا۔ انھوں نے عزیز المطابع اور اس ماہنامہ اور ہفت روزہ کے اخراجات اپنی بیشتر جائیداد فروخت کر کے پورے کیے۔[7]

العزیز کا ۵۲ صفحات پر مشتمل پہلا شمارہ یکم اپریل ۱۹۴۰ء (مطابق ۱۳۵۹ھ) کو منشی محمد امین، پرنٹر پبلشر کے زیر اہتمام عزیز المطابع سے شائع ہوا۔ سرورق پر ''بہاول پور کا ایک علمی، ادبی، تاریخی، مصور ماہنامہ – العزیز'' کے الفاظ درج تھے، جو آخر تک اسی طرح لکھے جاتے رہے۔ ادارۂ تحریر اعزازی میں حافظ سراج الدین محمود (بی اے، بی ٹی) اور سید قیوم گیلانی (فاضل ادب)، جب کہ ڈائریکٹر کے طور پر عزیز الرحمان کا نام درج تھا۔ قیمت فی پرچہ تین آنے اور سالانہ چندہ دو روپے مقرر کیا گیا۔ پہلا شمارہ ارباب ذوق کی خدمت میں بلا طلب پیش کیا گیا۔ اس شمارے میں فہرست مضامین کے بعد دوسرے صفحے پر ''اداریہ'' سید قیوم گیلانی، اور ''تقریب'' ادارے کی طرف سے ہے، جن میں شائع ہونے والے مضامین کا تعارف کرایا گیا ہے۔ العزیز کا ''پیغام'' حفیظ نے، جب کہ ''افتتاحیہ'' عزیز نے تحریر کیا۔ عزیز کے دیرینہ دوست الحاج قاضی فضل کریم (وفات: نومبر ۱۹۴۱ء)، میونسپل کمشنر بہاول نگر نے العزیز کے اجرا پر ایک عربی قطعہ تاریخ لکھ کر بھجوایا جو مئی ۱۹۴۰ء کے شمارے میں شائع ہوا:

لمّا العزیز من العزیز اصابنا

قلنا له اهلاً و سهلاً و مرحبا

فبباء بسم الله قلت محاسباً

فی سنه خیر الجراید قد جریٰ

(۱۳۵۹ھ)[8]

عزیز نے پہلے شمارے میں اس مجلّے کے جو مقاصد بیان کیے، اس کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

......لٹریچر کی بہترین خدمت اس کا مقدم فرض ہوگا۔ علمی تجسس اور مؤرخانہ کاوش سے بہاول پور کی تاریخ اور

مشاہیر پر بہترین آرٹیکل شائع کرنا اس کے نصب العین میں داخل ہے۔ تاریخ اسلام اور بالخصوص تاریخ خاندان عالیشان فرمانروایان مملکت خداداد بہاول پور کی نئی توضیحات اور تفصیلات اپنے دلکش انداز میں پیش کرنا العزیز کا سب سے بڑا مقصد رہے گا۔ ملک کے اخلاق و رسوم اور طرز معاشرت کے لیے اصلاحی مضامین کا مؤثر سلسلہ اس میں درج ہوتا رہے گا ...... عام طبائع اور خیالات میں جو بیماریاں اور خرابیاں موجود ہیں، ان کی اصلاح شائستگی اور اعلیٰ تربیت کے جذبات سے متاثر ہو کر جو مضامین ملک کے نامور انشا پردازوں کے قلم سے نکلیں گے ان کے علاوہ علوم مروجہ و فنون لطیفہ اور سائنٹیفک تحقیقات کے نتائج کا دلچسپ اور مفید لٹریچر مشرقی اور مغربی زبانوں سے تراجم کے ذریعے ارباب بصیرت کے سامنے پیش کرتا رہے گا۔ مشاہیر ملک کے سوانح سبق آموز اور عبرت انگیز واقعات پر مستقل مضامین اس کے جزو اعظم رہیں گے۔ بہاول پوری زبان کے پر اثر اور دلکش لٹریچر کی اشاعت اور اس کی توضیحات العزیز کے خاص مقاصد میں سے ہیں۔ طبقۂ نسواں اور ملک کے بچوں کے لیے بھی اس کے کالم ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ العزیز کے لیے دلکش تاریخی مناظر بزرگان ملت اور فرمانروایان بہاول پور کی مبارک تصاویر کے بلاک بھی تیار کرائے جانے کا اہتمام کیا گیا ہے جو اس کی مزید زیبائش کا موجب ہوں گے۔ اس لحاظ سے العزیز ایک مصور میگزین ہوگا۔[9]

یہ پرچہ شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ ادبی علمی حلقوں میں اس کی خاصی پذیرائی ہوئی۔ عزیز کا علمی و ادبی تعارف اور وقار بھی اس مقبولیت کی ایک وجہ تھا۔ پہلے شمارے کی اشاعت پر سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ – ۱۹۵۳ء)، سر شیخ عبدالقادر، ریاست کے مشیر مال اور نامور ادیب و شاعر مولوی عبدالمالک صادق (۱۸۵۵–۱۹۴۱ء) اور احمد علی خان درانی، مدیر عمومی انجمن ادبی کابل (تاسیس:۱۹۳۱ء) جیسی شخصیات نے حوصلہ افزا پیغامات ارسال کیے، جو دوسرے شمارے میں شائع ہوئے۔ سید سلیمان ندوی کے ۱۶ مارچ ۱۹۴۰ء کو تحریر کردہ مراسلے سے ایک اقتباس:

> ...... مضامین کا تنوع نظم و نثر کا انتخاب، تاریخی اور علمی مقالات، مختصر علمی اخباری نکات، ہر چیز اپنی جگہ مفید اور دلچسپ نظر آتی ہے۔ مضامین کا حسن ترتیب صاحب قلم مدیر کے دیرینہ تجربے کا پتا دیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت شہر یار بہاول پور خلد اللہ ملکہ کے زیر سایہ یہ پودا نشوونما پائے گا اور کچھ ہی دنوں میں بہاول پور کا یہ نونہال، ہندوستان کے علمی چمن زار میں ایک نئے دل پذیر نخل بارور کا اضافہ کرے گا۔[10]

العزیز کے لیے سر شیخ عبدالقادر کے پیغام کا کچھ حصہ:

> ...... پہلی اشاعت میں جو مضامین نظم و نثر درج ہیں، ان کو دیکھ کر یہ امید ہوتی ہے کہ اس رسالے کی بدولت اس بڑی ریاست میں علمی و ادبی ذوق بہت ترقی پائے گا۔[11]

اداریہ ''بزم عزیز'' کے نام سے عزیز خود لکھا کرتے تھے۔ بعد ازاں یہ ذمہ داری حفیظ بھی نبھاتے رہے۔ مئی ۱۹۴۰ء سے حافظ سراج الدین محمود اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ ستمبر ۱۹۴۰ء میں ان کے ساتھ محمد نصر اللہ خان (بی اے) کا نام نظر آتا ہے، جو صرف ایک شمارے تک ہی محدود رہا۔ دسمبر ۱۹۴۰ء سے جولائی ۱۹۴۱ء تک کے شماروں میں حافظ سراج کے ساتھ حفیظ کا نام بھی نظر آنے لگا۔ اگست ۱۹۴۱ء سے العزیز کی ادارت حفیظ نے تن تنہا سنبھال لی۔ اگرچہ جولائی ۱۹۴۵ء میں منشی محمد امین اور اگست ۱۹۴۵ء میں محمد یعقوب نیر جہلمی کے نام نائب مدیران کی حیثیت سے ملتے ہیں، لیکن مدیر آخری شمارے تک حفیظ ہی رہے۔

چونکہ ریاست میں عزیز کی حیثیت ایک دائرۃ المعارف کی سی تھی۔ وہ نئے ادبا اور شعرا کی علمی سرپرستی اور تحقیق میں ان کی مدد کرتے۔ مقامی ادیبوں اور شعرا کی بھی حوصلہ افزائی کرتے، لہٰذا بہاول پور کے بیشتر ادبا اور شعرا کا اولین تعارف اس مجلّے کے ذریعے ہوا۔[۱۲] العزیز کے مستقل لکھنے والوں میں عزیز اور حفیظ سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں، مولانا نور احمد خان فریدی، حفیظ جالندھری، فضل جالندھری، سر شیخ عبدالقادر، نبی بخش خان بلوچ، نعمان تاثیر، وحید الدین سلیم پانی پتی، عبدالرشید نسیم طالوت، اسد ملتانی، پیر زادہ کشفی الاسدی ملتانی، دیوی دیال آتش، محسن خان پوری، ماہر القادری، دلشاد کلانچوی، نور محمد علوی، پروفیسر معین الدین حسن، بشیر مخفی القادری، سید فضل الحسن، شفقت کاظمی، نہال سیوہاروی، نشاط کاشمیری، بسمل صدیقی، نیر جہلمی، حرمان خیر آبادی، منشی محمد اکبر، مولوی غلام احمد اختر، عبدالمالک صادقی، خرم بہاول پوری، حسن عبدالجواد، عبدالحق شوق، مولانا نذیر احمد گجراتی، حافظ سراج الدین محمود وغیرہ کی نگارشات شامل ہوتی رہیں۔

عزیز کی فاضلانہ نگرانی، مدیران کی محنت، صاحبان ذوق کی قدر دانی و ہمت افزائی، اپنی غیر متنازعہ پالیسی اور قلمی معاونین کی بدولت العزیز جلد ہی ابتدائی مراحل سے نکل کر دنیائے ادب میں ہر دل عزیز ہو گیا۔ رفتہ رفتہ لوگ اس مجلّے کے منتظر رہنے لگے۔ جتنے نسخے چھپتے، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتے۔ صرف ریاست کے اندر اس کے خریداروں کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ گئی۔ قلمی معاونین کا دائرہ بھی وسیع ہونے لگا۔[۱۳] گویا العزیز کی بدولت ریاست میں ایک نئے ادبی دور کا آغاز ہوا۔ عبدالرشید نسیم طالوت (۱۹۰۹–۱۹۶۳ء)، نور احمد خان فریدی (۱۹۰۸–۱۹۹۴ء)، سر شیخ عبدالقادر اور نعمان تاثیر جیسے اہل ذوق کے علاوہ خواجہ محمد یوسف سلیمانی (تونسہ شریف) اور سید غلام میراں شاہ (وفات: ۱۹۸۶ء) سجادہ نشین جمال دین والی، بھی اس کے معاونین و قارئین میں شامل ہو گئے۔ آخر الذکر کا عزیز کے نام ایک خط:

> ......اس اخیر عمر میں آپ نے العزیز کی اشاعت سے ملک اور قوم کو فائدہ پہنچانے کا جو عزم اختیار کیا ہے، یہ ایک حقیقی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے اور نئی نسلوں کو ان کے بزرگان کے کارناموں سے

واقف کر کے آپ بہاول پور کے بچے بچے کو زندہ دیکھیں۔[۱۴]

جلد ہی العزیز کی شہرت بیرون ریاست بھی پھیل گئی۔اپنی عمر کی دوسری ششماہی میں قدم رکھا تو مجلّہ معارف، اعظم گڑھ کے ستمبر ۱۹۴۰ء کے شمارے میں شاہ معین الدین احمد ندوی (۱۹۰۳– ۱۹۷۴ء) کا تبصرہ شائع ہوا:

> ہم نے اس رسالے کے کئی نمبر دیکھے۔ ہر نمبر کو مضامین کی سنجیدگی اور معلومات کے تنوع کے لحاظ سے بہتر پایا۔ مولوی عزیزالرحمان کے قلم کے مضامین: ''نوادر کتب خانہ سلطانی''، ''مسلمان اور فن تعمیر''، ''اسلام اور جغرافیہ نویسی'' خاص طور سے زیادہ مفید ہیں۔''مسلمان اور فن تعمیر'' میں یہ تسامح ہے کہ قسطنطنیہ کی مسجد ایاصوفیہ مسلمانوں کی تعمیر ہے؛ دراصل یہ قسطنطنیہ کا گرجا تھا جسے مسجد بنایا گیا۔ تاریخ بہاول پور اور مشاہیر بہاول پور کا سلسلہ بھی دل چسپ ہے۔ عام دل چسپی کے لیے ادب اور افسانے کی چاشنی بھی موجود ہے۔ امید ہے کہ اس رسالے کے ذریعے اہل بہاول پور میں اردو ادب و انشا کا ذوق پیدا ہوگا۔[۱۵]

خاص مواقع پر العزیز کے خصوصی نمبر بھی شائع ہوتے رہے۔ مثلاً: سالگرہ نمبر (اکتوبر ۱۹۴۰ء)، امیر ریاست نواب صادق خان خامس (عہد حکومت: ۱۹۲۴–۱۹۶۶ء) کی سالگرہ کی مناسبت سے، جس میں ان کی مدح میں علامہ عمر البری المدنی، مدرس حرم شریف کا عربی، غلام احمد اختر کا فارسی اور حفیظ جالندھری کا اردو قصیدہ شامل تھا۔ حج نمبر (جنوری ۱۹۴۱ء)، خطاب نمبر (فروری ۱۹۴۱ء) ۱۹۴۱ء میں نواب صادق خان خامس کو جی سی ایس آئی کا خطاب ملنے پر خصوصی اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس شمارے میں فرمانروائے بہاول پور کی تقریر کا متن اور دوسری تمام تقاریر، تحاریر اور پیش شدہ قصائد، خطاب کی حقیقت اور نواب کے جد امجد کے خطاب حاصل کرنے کی کیفیت کو مع تصاویر شائع کیا گیا؛ عید نمبر (نومبر ۱۹۴۱ء)، خواجہ غلام فرید نمبر (مئی ۱۹۴۲ء)، سالانہ نمبر (اپریل ۱۹۴۴ء)، میلاد نمبر وغیرہ۔

ایک علمی اور تاریخی مجلّہ ہونے کے ناطے العزیز کے مقاصد کا دائرہ اگرچہ محدود تھا، لیکن اس کی فائل کا بغور مطالعہ کرنے سے علم ہوتا ہے کہ وہ تمام مقاصد جو عزیز نے اس کے پہلے شمارے میں بیان کیے، پورے کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ العزیز میں چند مستقل عنوانات کے تحت بہت سی کارآمد معلومات بہم پہنچائی جاتی رہی ہیں۔ ذیل میں ان کا ایک مختصر جائزہ لیا جاتا ہے:

''بزم عزیز''، یعنی اداریے میں گذشتہ شمارے پر جامع تبصرہ اور مدیر کو وصول شدہ خطوط بھی شامل اشاعت ہوتے۔ صرف تعریفی خطوط ہی شامل نہ کیے جاتے، بلکہ تنقید کا بھی خیر مقدم کیا جاتا۔ عبدالمالک صادقی کے مفصل تبصرے اور تنقیدی خطوط وقتاً فوقتاً العزیز کے اداریوں کا حصہ بنتے رہتے۔ خرم بہاول پوری (۱۸۶۹–۱۹۵۱ء) کے کلام پر مئی ۱۹۴۰ء کی ''بزم

عزیز'' میں ان کا دوصفحات پر مشتمل طویل تنقیدی خط، مئی ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں شامل مضمون ''اسرار فرید'' پر اکتوبر ۱۹۴۴ء میں حافظ شفیع شیدا نے ''تنقیدات عالیہ'' کے عنوان سے تنقید لکھی، جس پر فروری–مارچ ۱۹۴۵ء کے شمارے میں غلام حسن کیفی کی تنقید در تنقید ''محاکمہ'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔[16]

ریاست میں رونما ہونے والے اہم واقعات اور علمی و ادبی سرگرمیوں کا علم بھی ان اداریوں سے بخوبی ہوتا ہے۔ مثلاً: ۲۲ فروری ۱۹۴۱ء کو صادق ایجرٹن کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد کے لیے سر شیخ عبدالقادر کی بہاول پور آمد[17]، نومبر ۱۹۴۱ء میں صادق ایجرٹن کالج کا مشاعرہ[18]، سر شیخ عبدالقادر کا عزیز المطابع کا دورہ اور ۲۴ دسمبر ۱۹۴۲ء میں صادق الاخبار کا نام تبدیل کر کے گورنمنٹ گزٹ بہاول پور کیا جانا[19]، ۲۱ فروری ۱۹۴۳ء کو پیر زادہ محمد ابراہیم حنیف کی بہاول پور آمد اور عزیز المطابع کا دورہ، ۸ فروری ۱۹۴۳ء کو ریاست کے ہوم منسٹر مولوی غلام حسین (۱۸۷۴–۱۹۴۹ء) اور سر شیخ عبدالقادر کی رہائش گاہوں پر منعقدہ علمی صحبتیں[20]، ریاست میں ۱۹۴۳ء میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مشاعرے کی روداد[21]، نعمان تاثیر کی رہائش گاہ پر ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۴ء کی شب منعقدہ مشاعرے میں پڑھا جانے والا کلام، جو جنوری ۱۹۴۵ء کے شمارے میں شائع ہوا۔[22]

العزیز کا بنیادی مقصد چونکہ بہاول پور کے ادبی و علمی تشخص کو نمایاں کرنا تھا، لٰہذا بہاول پور کی تاریخ، ادب اور ثقافت اس کے خاص موضوعات تھے۔ اس مجلّے نے یہاں کے عوام کو بہاول پور، اس کی تاریخ، تہذیب، اور اس کی ثقافت سے متعارف کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مسعود حسن شہاب دہلوی (۱۹۲۲–۱۹۹۰ء) کے مطابق بہاول پور کی تاریخ، ادب اور ثقافت پر العزیز میں جتنا مواد شائع ہوا ہے اور کہیں نہیں چھپا۔[23]

بہاول پور کے متعلق معلومات کے بارے میں العزیز کے کئی سلسلہ ہائے مضامین: ''تاریخ بہاول پور کا ایک غیر معروف صفحہ''، ''تاریخ بہاول پور کا ایک ورق''، ''مملکت خداداد بہاول پور کے آثار قدیمہ''، ''تاریخ بہاول پور کا ایک اہم واقعہ''، ''بہاول پور کی تاریخ کا ایک دل چسپ اور غیر معلوم پہلو''، وغیرہ کے عنوانات کے تحت قابل ذکر ہیں۔ ان سلسلہ ہائے مضامین کے تحت عزیز اور حفیظ نے بہاول پور کی تاریخ، یہاں کے رسم و رواج، بہاول پور کے عسکری حالات، غرض بہاول پور کا تعارف ہر پہلو سے کرانے کی کوشش کی ہے۔ خواہ، ''دولت عالیہ عباسیہ خداداد بہاول پور کے قدیم قلعے'' کے عنوان کے تحت عزیز کا مضمون ''قلعہ ڈیراور کی قدیم تاریخ''[24] ہو، جس میں ڈیراور کے جغرافیائی حالات، ریاست کے قدیم باشندوں کے رسم و رواج، عباسی دور میں اس قصبے کی آبادی اور محلوں کی تعداد اور اس کی قدیم تاریخ کو بیان کیا ہے، قلعہ اسلام گڑھ کی تاریخی و

جغرافیائی تفصیلات پر مبنی صاحبزادہ اللہ وسایا عباسی کا مضمون[۲۵] ہو، یا حفیظ کا مضمون ''شہر بہاول پور میں اہل ہنود کے متبرک مقامات''[۲۶]، جس سے اسلام کی روایتی رواداری اور بہاول پور میں مختلف مذاہب کے لوگوں کے آپس میں میل جول کی عکاسی ہوتی ہے۔

فروری ۱۹۴۳ء سے ''مملکت خداداد بہاول پور میں اردو لٹریچر کی تاریخ''، کے عنوان سے عزیز کے سلسلۂ مضمون کا آغاز ہوا، جو کئی شماروں میں جاری رہا۔ اس میں ریاست میں اردو نثر اور نظم کی مکمل تاریخ مستند حوالوں سے بیان کی گئی۔ فروری ۱۹۴۳ء میں حفیظ کے مضمون ''بہاول پور میں انجمن سازی'' میں ریاست میں موجود مختلف انجمنوں کی مکمل تاریخ، یعنی تعارف، مقاصد اور کارہائے نمایاں مفصل بیان کیے گئے۔ فرمانروائے بہاول پور کی تصاویر کے علاوہ عباسی خاندان کے بارے میں معلوماتی مضامین بھی ''دولت عباسیہ کی علمی سرپرستیاں''، اور کئی مختلف عنوانات کے تحت وقتاً فوقتاً العزیز میں شامل رہے، جن میں عباسی خاندان کی علم دوستی، رعایا پروری، ایجادات اور اس خاندان کی تاریخ اور تعمیرات کو موضوع بحث بنایا جاتا رہا ہے۔ مثلاً آغاز اسلام سے لے کر تمام خاندان عباسیہ اور ۱۹۴۲ء تک فرمانروایان ریاست بہاول پور کی مکمل تاریخ پر مشتمل عزیز کی مشہور تصنیف: صبح صادق (طبع اول: ۱۹۰۰ء)[۲۷] العزیز میں قسط وار چھپتی رہی۔ یہ سلسلہ ستمبر ۱۹۴۱ء سے شروع ہوا اور تقریباً دو سال تک جاری رہا۔ ۱۹۴۳ء میں عزیز المطابع سے اس کتاب کی باقاعدہ اشاعت پر نبی بخش خان بلوچ (۱۹۱۷–۲۰۱۱ء) کا علی گڑھ سے ارسال کردہ مراسلہ، اور مجلّہ معارف (اعظم گڑھ) کے اکتوبر ۱۹۴۳ء کے شمارے میں شامل پانچ صفحات پر مشتمل سید سلیمان ندوی کے تبصرے کا اختصار بھی العزیز میں شامل ہے۔[۲۸] عزیز کی ایک اور تصنیف تاریخ الوزرا بھی العزیز میں قسط وار شائع ہوتی رہی، جس میں وزرائے بہاول پور کے حالات زندگی، دور وزارت اور کارہائے نمایاں پر نایاب مواد ملتا ہے۔ یہ کتاب عزیز کی وفات کے بعد حفیظ نے نامکمل حالت میں ہی عزیز المطابع سے ۱۹۴۴ء میں شائع کی، جو اب کمیاب ہے۔

''تذکرۃ الشعرا''، اور'' شعرائے بہاول پور'' کے عنوانات کے تحت ریاست کے شعرا کے بارے میں وقتاً فوقتاً مضامین شائع ہوتے رہے، جن میں ان کے تفصیلی حالات کے علاوہ نمونۂ کلام بھی درج کیا جاتا۔ اسی طرح ''تاریخ علمائے بہاول پور'' کے عنوان سے ایک سلسلۂ مضامین بھی کئی شماروں تک جاری رہا۔ عزیز کے مطابق:

> ادارہ العزیز ان تمام شعرا، مصنفین اور علما کی مکمل تاریخ مرتب کر رہا ہے جو دولت خداداد بہاول پور کی حدود میں زبان علم اور ادب کی خدمت کرنے والے کسی نہ کسی وقت موجود رہے ہیں۔ یہ مجموعہ مرتب ہو کر جس وقت شائع ہوا وہ ایک عجیب تاریخی حیثیت کا خزانہ ثابت ہوگا۔[۲۹]

عزیز نے بحیثیت ناظم سررشتۂ تالیفات بہاول پور ''تذکرہ مشاہیر'' کے عنوان سے ایک حصۂ تاریخ مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، اور اس سلسلے میں العزیز کے تقریباً ہر شمارے میں ایک مضمون شائع ہوتا تھا جس میں بہاول پور کے اکابر مسلمان اور ہندو قدیم خاندانوں کے حالات اور اہم شخصیات کا تفصیلی تعارف بیان کیا جاتا تھا۔ ان خاندانوں کے مکمل شجرہ ہائے نسب بھی شامل ہوتے تھے۔ عزیز اور حفیظ مکمل تحقیق، چھان پھٹک، اہم افراد سے روابط اور محنت کے بعد اس مستقل سلسلے کے مضامین کو تحریر کیا کرتے تھے۔ ان مضامین کو مکمل صحت کے ساتھ تحریر کرنے کے لیے جن کتب کی ضرورت تھی، ان کے لیے عزیز نے فرمانروائے بہاول پور کے کتب خانۂ سلطانی سے استفادہ کیا۔ انھوں نے اس سلسلے کو اس احسن طریقے سے نبھایا اور ایک ایسا اہم حوالہ اور مأخذ فراہم کر گئے کہ آج، تقریباً ثلث صدی گذرنے کے بعد بھی بہاول پور کے قدیم خاندانوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اشخاص کو جب اپنے شجرۂ نسب یا خاندانی حالات کے بارے میں کسی حوالے یا تصدیق کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ العزیز کے شمارے تلاش کرتے ہیں۔

بہاول پوری زبان، یعنی سرائیکی کے پُراثر اور دلکش ادب کی اشاعت اور اس کی توضیحات العزیز کا ایک خاص مقصد قرار دیا گیا تھا، لہٰذا سرائیکی کے لیے خاص گنجائش رکھی گئی۔ عزیز نے سرائیکی شعرا کا کلام بالالتزام چھاپنا شروع کیا تاکہ ان کی حوصلہ افزائی اور دوسروں کو تحریک ہو۔ ''بہاول پوری زبان'' کے عنوان کے تحت اس زبان کے مقامی شعرا کا کلام اور ادبی تخلیقات سرائیکی اور اردو، دونوں زبانوں میں شائع ہوتیں۔ قصہ ''دل آرام''، جو حفیظ نے سندھی سے بہاول پوری زبان میں ترجمہ کیا، قسط وار شائع ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ انھوں نے اس زبان میں کئی معلوماتی مضامین بھی لکھے۔ ہر شمارے میں خواجہ غلام فرید (۱۸۴۵–۱۹۰۱ء) کی نئی کافی اردو ترجمے کے ساتھ: ''خم کدۂ فریدی کا ایک کیف آور جام''، ''جگر پارہ ہائے فرید''، یا ''حضرت خواجہ فرید کے جام عرفان کا ایک جرعہ'' کے عنوانات سے شامل اشاعت ہوتی، جس کی بدولت سرائیکی زبان سے ناآشنا بھی خواجہ صاحب کے کلام کو سمجھ کر اس کی گہرائیوں میں چھپے قیمتی گوہر تک رسائی حاصل کر سکتے۔

العزیز کے مندرجات سے ہی علم ہوتا ہے کہ نواب صادق خان خامس نے عزیز کو دیوان فرید کی مترجم، محشّٰی اور مفصل مضامین معرفت پر مشتمل اشاعت پر مامور کیا اور اپنے توشہ خانہ میں موجود خواجہ فرید کی ایک نایاب تصویر اور اپنے کتب خانۂ سلطانی سے خواجہ فرید کے خاص منشی میاں نباہو کا کتابت کردہ دیوان کا ایک صحیح اور مکمل نسخہ عنایت کیا۔[۳۰] عزیز، ''بزم عزیز'' کے ذریعے دیوان کی تدوین کی پیش رفت سے آگاہ کرتے رہتے۔ جنوری ۱۹۴۳ء تک اسی (۸۰) کافیوں کا ترجمہ اور حواشی کا مسودہ تیار ہو چکا تھا۔ جولائی ۱۹۴۳ء تک یہ تعداد تقریباً سو (۱۰۰) کافیوں تک پہنچ گئی۔ دسمبر ۱۹۴۳ء کے شمارے سے خبر

ملتی ہے کہ دیوان فرید کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے،اور کتابت اور طباعت کے مراحل باقی ہیں۔[۳۱]

اپنی زبان کی اشاعت اور خدمت کا جذبہ اتنا راسخ تھا کہ عزیز اور حفیظ نے اپنے مطبعے کے قریب ایک مکان سرائیکی زبان وادب کے کتب خانے کے لیے مختص کیا اور اپنے ذاتی کتب خانے سے متعلقہ کتب مطالعۂ عام کی غرض سے یہاں منتقل کیں۔ العزیز کے قارئین سے بھی سرائیکی نظم ونثر کی قلمی یا مطبوعہ کتب کے متعلق اطلاع دینے کی بھی استدعا کی گئی[۳۲]، تاکہ انھیں حاصل کیا جا سکے۔ بہاول پور کی تاریخ اور سرائیکی زبان وادب کے محققین کو العزیز کی فائل کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے، کیونکہ اس زبان سے متعلق مستند مواد کہیں اور سے نہیں مل سکتا۔

عزیز، نواب صاحب کے کتب خانے اور عجائب خانۂ سلطانی کے مہتمم اور کتاب دار کے عہدے پر فائز رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد بھی ایک طویل مدت تک بحیثیت کتاب دار خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران انھیں کتب خانے کی نادر کتب سے استفادے کا موقع ملا۔ العزیز میں ایک مستقل عنوان: ''نوادر کتب خانۂ سلطانی'' کے تحت انھوں نے یہ کوشش کی کہ اس کتب خانے میں موجود نادر مخطوطات وکتب کا تعارف پیش کیا جائے، تاکہ دل چسپی رکھنے والے افراد ان سے مستفید ہوسکیں۔ کتاب کا نام، مصنف، اور موضوع کو اس طرح بیان کرتے کہ قاری پوری کتاب پڑھے بغیر بھی اس کے مندرجات سے آگاہ ہوسکتا تھا۔ یہ سلسلۂ مضامین عزیز کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔لیکن اب، جب کہ یہ کتب خانہ حصوں بخروں میں بٹ کے صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے[۳۳]، تو عزیز کے یہ مقالات ہی ہیں جو اس کی عظمت رفتہ کا پتا دیتے ہیں۔

عزیز، فارسی کی کیف آور زبان اور اس کی شاعری کا مذاق ختم ہونے پر بہت رنجیدہ تھے۔ انھوں نے العزیز کے ذریعے فارسی ادب کو حیات نو بخشنے کی ذمہ داری باقاعدہ طور پر اپنے سر لی۔[۳۴] اور گاہے گاہے اس زبان کی خدمت کے عزم کا اظہار کیا۔مثلاً :

> - ایک وقت تھا،جب مکتبوں میں بزرگ استاد اپنے عزیز اور پیارے بچوں (طالب علموں) کو مکتوب اور ملاطفے یاد کروایا کرتے تھے اور فارسی کی چاشنی سے ہر ایک زبان اور دہان لذت نصیب ہوتا تھا۔ اب فارسی ایک اجنبی زبان ہوگئی ہے۔ اور اس کی فصاحت اور بلاغت کے خزانے کتابوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ العزیز کے پروگرام میں اس زبان کے احیا اور ایرانی مذاق سے ملک کی شناسائی کی خدمت بھی داخل ہے۔ کوشش یہی رہے گی کہ مکتبوں کے عالم اور تعلیم کے تجربہ کار استاد جو شہد گھول گھول کر بچوں کو پلایا کرتے تھے، وہی شیرینی ناظرین العزیز کی خدمت میں مختلف اسلوب سے پیش کی جایا کرے تاکہ نازک خیالی اور سخن فہمی کے علاوہ

مذاق سلیم اور وجدان صحیح کے پیراے ذہن نشین ہوتے رہیں۔[۳۵]

- فارسی زبان بھی ہندوستان کے لیے رفتہ رفتہ اجنبی ہوتی جا رہی ہے۔اس کی خدمت بھی عوام کی دسترس سے بالاتر ہے۔اس کے متعلق بھی ملک کے خادم العزیز نے تہیہ کرلیا ہے کہ اہل وطن کے دماغوں کے ساتھ مذاق فارسی کی وابستگی کی برابر کوشش کرتا رہے۔[۳۶]

چنانچہ العزیز میں ''قند پارسی'' کے عنوان کے تحت فارسی کے متقدمین شعرا کے منتخب کلام کے علاوہ ،عزیز اور حفیظ کا اپنا فارسی کلام، ریاستی اور غیر ریاستی فارسی شعرا کی طبع آزمائی کے نمونے شامل اشاعت رہے۔''دو آتشہ'' کے عنوان سے کلاسیک فارسی شاعری کے تراجم ،مثلاً:''رباعیات خیام کا منظوم ترجمہ''[۳۷]،ازمولانا نذیر احمد گجراتی،''حافظ شیرازی کے فارسی اشعار کا آزاد ترجمہ'' ، ازوحید الدین سلیم پانی پتی[۳۸] وغیرہ۔''میرے بیاض کے چند شعر'' ، یا ''میرے بیاض کے فارسی اشعار''، کے عنوان سے حفیظ یا عزیز اپنا پسندیدہ منتخب فارسی یا اردوکلام گاہے بگاہے شائع کرتے۔[۳۹] بہاول پور کی کچھ قدیم تاریخی عمارتوں پر موجود فارسی قطعات تاریخ میں سے بعض کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے، جو اب معدوم ہو چکے ہیں، مثلاً: عزیز المطابع کے پہلو میں واقع مسجد مچھی ہٹہ، نواب بہاول خان اول (عہد حکومت: ۱۷۴۶–۱۷۴۹ء) کے دور میں بطور جامع مسجد تعمیر کی گئی اور نواب مبارک خان (عہد حکومت: ۱۷۴۹–۱۷۷۲ء) نے اس کی خام تعمیر کو پختہ کرایا، وہاں ثبت فارسی قطعے کے متعلق علم صرف العزیز کی وساطت سے ہوتا ہے، کیونکہ یہ مسجد اگرچہ اب بھی جدید طرز تعمیر کے ساتھ موجود ہے لیکن امتداد زمانہ کے ہاتھوں وہ قطعہ موجود نہ رہا۔[۴۰] علاوہ ازیں، فارسی ادب سے متعلق متعدد اہم مضامین بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے، جو مقامی فارسی ادب کے محققین کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔لیکن یہ مضامین ایک الگ توضیحی فہرست کا تقاضا کرتے ہیں۔

نادر و نایاب کلام کی تلاش اور اس کی اشاعت بھی العزیز کا وطیرہ رہی۔۱۹۰۳ء میں نواب بہاول خان خامس (عہد حکومت:۱۹۰۳–۱۹۰۷ء) کی مسند نشینی کی مناسبت سے حضرت خواجہ غلام فرید نے ایک فارسی قصیدہ لکھا، لیکن اس کا مکمل متن کہیں بھی دستیاب نہیں تھا۔منشی محمد عبدالعزیز، مختار عام خواجہ فرید نے، جو اس وقت محاسب کوٹ چاچڑاں شریف تھے، تلاش بسیار کے بعد یہ قصیدہ بہم پہنچایا جو پہلی مرتبہ اس مجلّے میں شائع ہوا۔[۴۱] قصیدے کا مطلع:

مبارک خان! بتو بادا مبارک تخت سلطانی
رعیت را رعایت کن، رعایا را نگہبانی

مئی ۱۹۴۱ء سے العزیز نے اپنے قارئین میں ادبی ذوق کی نمو کی غرض سے ''مشاعرہ العزیز'' کے نام سے ماہانہ قلمی

مشاعرے کا سلسلہ شروع کیا۔ مشاہیر شعرا کے علاوہ تمام ادبی ذوق رکھنے والے افراد اس میں حصہ لے سکتے تھے۔ موصول ہونے والا کلام مجلّے میں شائع کیا جاتا۔ پہلے مشاعرے کے لیے طرح مصرع تھا:

محبت اک عذاب مستقل ہے[۴۲]

حقیقت یہ ہے کہ عزیز اور حفیظ، دونوں نے اپنی علمی اور صحافتی کوششوں سے بہاول پور میں ادب کے فروغ اور ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے ادبی ذوق کو بیدار اور عام کیا۔ بہاول پور کے نامور ادیب، شاعر اور صحافی نور الزمان اوج (۱۹۲۶–۲۰۰۷ء) کہتے ہیں کہ میرے ادبی اور تاریخی شعور کو جس مقامی پرچے نے سب سے پہلے بیدار کیا، وہ ماہنامہ العزیز تھا۔[۴۳] عزیز نے ''سلسلۂ عزیزیہ'' کے نام سے اشاعتی سلسلہ شروع کیا، جس کے تحت شائع ہونے والی کتب کی ایک طویل فہرست ہے۔[۴۴] حفیظ، اس سلسلے کے تحت شائع ہونے والی کتب کی اشاعت کی اطلاع وقتاً فوقتاً ''سلسلۂ عزیزیہ کی تاریخی اور علمی بے نظیر و گراں بہا کتابیں'' کے عنوان کے تحت دیتے رہتے۔

عزیز کی خواہش تھی کہ ریاست کی تعلیم یافتہ خواتین اپنی تحریروں کے ذریعے دیگر خواتین کی ذہنی بیداری کا فریضہ انجام دیں۔ وہ کہتے تھے کہ کاش ہماری پڑھی لکھی محترم بہنیں اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنی دستکاریوں اور قلمی معاونت سے العزیز کے صفحات کو زعفران زار کشمیر بنا دیں۔[۴۵] چنانچہ کافی عرصے تک خواتین کے لیے ایک حصہ ''حصۂ نسواں'' کے عنوان سے مخصوص کیا گیا۔ علی گڑھ کے معروف شروانی خاندان سے تعلق رکھنے والی زخ ش (زاہدہ خاتون شروانیہ:۱۸۹۴–۱۹۲۲ء) کا ''ترانۂ حمد''[۴۶]، سعیدہ نگار، فیروز پور چھاؤنی کی تحریر ''میں''[۴۷] شفیق بانو، نجیب آباد کا افسانہ ''دل کی خواہش''[۴۸] ابو العرفان حکیم عبدالرشید (وفات:۱۹۶۰ء) کی اہلیہ نصرت رشید (وفات:۱۹۷۷ء)[۴۹] کے مراسلات، مضامین اور نمونۂ کلام وقتاً فوقتاً العزیز کی زینت بنتے رہے، مثلاً: ''خیر مقدم'' جس کا ایک حصہ منثور اور دوسرا منظوم تھا[۵۰] ''سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ''[۵۱] ''عید غربت''[۵۲] وغیرہ شامل اشاعت ہوتے رہے۔ دسمبر ۱۹۴۱ء کی اشاعت میں جماعت نہم کی طالبہ صفیہ سلطانہ کا مضمون ''کوہسار کی شام''[۵۳] بھی حوصلہ افزائی کی غرض سے شامل کیا گیا وغیرہ۔ اس سلسلے میں مرد مصنفین کے مضامین بھی شامل اشاعت ہوتے۔ مثلاً: مئی ۱۹۴۱ء میں محمد اکبر خان[۵۴] (وفات:۱۹۵۲ء)، چیف جسٹس ہائی کورٹ، بہاول پور کا مضمون ''عورت سے خطاب''[۵۵] وغیرہ۔ خواتین کی جانب سے مضامین تسلسل کے ساتھ موصول نہ ہونے کی بنا پر اس سلسلے کے تسلسل کو ختم کرنا پڑا، لیکن گاہے گاہے خواتین کے مضامین شامل کیے جاتے رہے۔ علاوہ ازیں، ''تصوف''، ''نقد و نظر'' اور ''افسانہ و فسون'' کے مستقل عنوانات بھی شامل اشاعت رہے۔

سندھ میں بھی العزیز کے قارئین اور قلمی معاونین کا ایک وسیع حلقہ موجود تھا۔ سندھ کے ممتاز عالم و محقق عمر بن محمد داؤد پوتہ (۱۸۹۶–۱۹۵۸ء)، نبی بخش خان بلوچ، اور دیگر اصحاب ذوق کے العزیز کے نام مراسلات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہاول خان اول کی مدح میں سندھ کے عظیم صوفی شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی (۱۶۸۹–۱۷۵۲ء) کا قصیدہ[۵۶]، شاہ عبداللطیف بھٹائی اور نواب بہاول ثالث (عہد حکومت: ۱۸۲۵ – ۱۸۵۲ء) کا ایک منظوم مکالمہ بعنوان: ''سندھی زبان میں جنت آستان نواب محمد بہاول خان عباسی ثالث کی شاعری اور شاہ عبداللطیف صاحب، ولی کامل سندھ کا درس معرفت''[۵۷]، ''الاسما الحسنیٰ'' کے نام سے مرزا قلیچ بیگ (۱۸۵۳–۱۹۲۹ء) کی ایک فارسی نظم[۵۸]، جو ان کے فرزند مرزا محمد افضل بیگ نے اشاعت کی غرض سے بھیجی، نبی بخش خان بلوچ کا ''لطف ثانی'' کے عنوان سے ایک مضمون[۵۹]، اور دیگر عنوانات ملتے ہیں۔ سندھی ادب اور تہذیب و تاریخ سے متعلق حفیظ کے متعدد مضامین اور تراجم بھی شائع ہوتے رہتے۔ مثلاً: قسط وار شائع ہونے والا سرائیکی زبان میں قصہ ''دل آرام''، ''زود پشیمان'' کے نام سے شائع شدہ افسانہ[۶۰]، اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کا سفر نامہ لطیفی سیر کا ''کاک ندی'' کے عنوان سے اردو ترجمہ سندھی زبان سے ہی کیا گیا[۶۱]، ہدایت علی تارک (وفات: ۱۹۴۲ء) کی غیر مطبوعہ کتاب سندھ کا رسم الخط، شعر اور شعرا کا ترجمہ بھی شائع ہوتا رہا، بلکہ اس کی اشاعت کے آخری سالوں میں ''سندھی زبان اور اس کے شعرا کی تاریخ'' کے مستقل عنوان کا اضافہ کر دیا گیا، جو آخری شماروں میں جاری رہا۔ حفیظ نے شاہ عبداللطیف بھٹائی کے دیوان کی شرح شائع کرنے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔[۶۲] العزیز کے سندھی ادب سے متعلق مضامین کی فہرست ایک الگ مضمون میں شامل ہے۔

۱۹۴۳ء میں دوسری جنگ عظیم (۱۹۳۹ – ۱۹۴۵ء) کے باعث ریاست میں کاغذ کی گرانی اور عدم دستیابی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ کچھ ماہناموں نے نصف سے زیادہ صفحات اشتہارات کے لیے وقف کر دیے اور قیمتیں بھی بڑھا دیں۔ متعدد ماہناموں اور ہفت روزوں نے اپنی ضخامت اور ہیئت میں کمی کر دی اور کچھ بند ہوگئے، جس سے مطبعے کی آمدنی میں کمی ہوئی اور العزیز کو کاغذ کے بحران کے ساتھ ساتھ مالی مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا،[۶۳] اسی وجہ سے جولائی–اگست کا شمارہ مشترکہ اور قیمت میں اضافے کے ساتھ شائع ہوا۔ کاغذ کے حصول کے لیے کوٹہ سسٹم جاری کیا گیا لیکن عزیز کے بقول ان کی حساب دار کمپنی نے صرف طفل تسلیوں پر ہی اکتفا کیا، چنانچہ دیسی کاغذ کی عدم دستیابی کی صورت میں العزیز سری رام پوری کاغذ پر قیمت میں مزید اضافے سمیت شائع ہونے لگا۔[۶۴] عزیز کو مالی مسائل کے علاوہ صحت کے مسائل بھی درپیش تھے۔ انھیں دمے کا مرض لاحق تھا، لیکن اپنی پیرانہ سالی اور خرابیِ صحت کی پرواہ کیے بغیر متواتر العزیز اور دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں میں مشغول رہتے۔ ان

کی صحت کی خرابی کا اندازہ مجلّے کے متعدد مندرجات سے بخوبی ہوتا ہے۔ اس دوران حفیظ نے عزیز کی راہنمائی میں مجلّے کے تمام کام اپنے ذمہ لے لیے۔ عزیز کی علالت طول پکڑتی گئی اور العزیز کے بند ہونے کی افواہیں پھیلنا شروع ہوگئیں، جن کی حفیظ نے اداریے میں سختی سے تردید کی۔[۶۵]

عزیز یکم جنوری ۱۹۴۴ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی موت کی خبر دیتے ہوئے حفیظ نے العزیز کو ان کی یادگار کے طور پر جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا[۶۶]، چنانچہ اس کی پیشانی پر ''بیادگار حضرت دبیر الملک رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا۔ حفیظ بہت مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود مجلّے کی سرپرستی، نگرانی، ادارت اور طباعت کے فرائض انجام دیتے رہے اور ان کے مذہبی، ہنگامی، علمی و ادبی، تحقیقی اور متنوع موضوعات پر متعدد مضامین، تراجم اور شاعری کے نمونے بھی العزیز کا حصہ بنتے رہے۔ وہ تمام کتابیں جو عزیز نامکمل چھوڑ گئے تھے، حفیظ نے مکمل کر کے شائع کیں اور علمی و ادبی ورثے کو منظر عام پر لا کر اس علاقے کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری کی۔[۶۷] کچھ عرصے تک العزیز پابندی سے نکالتے رہے اور اسے سابقہ خطوط پر استوار اور اس کا معیار برقرار رکھا۔ تسلسل اشاعت اور بلند معیار کی بدولت اسے اپنے حریف ماہنامے ستلج[۶۸] (سال اجرا: ۱۹۳۸ء) سمیت دیگر ہم عصر ریاستی مجلوں پر ہر لحاظ سے فوقیت حاصل رہی۔[۶۹]

لیکن زیادہ دیر تک حفیظ کا عزم اور العزیز کا سابقہ معیار برقرار نہ رہ پایا، اور ان کی ہمت جواب دے گئی۔ حقیقت یہ تھی کہ عزیز کی وفات کے بعد خاموش طبع حفیظ کی سرگرمیوں پر اوس پڑ گئی اور وہ والد کے غم میں اداس رہنے لگے تھے۔[۷۰] عارضۂ ذیابیطس کے سبب طبیعت بھی بیشتر اوقات ناساز رہتی۔ ۱۹۴۵ء میں ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے اسے بند کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن چند مخلص احباب کے اصرار پر از سرِ نو حوصلہ مجتمع کیا اور اپنے والد مرحوم کی اس یادگار کو چند تبدیلیوں اور قیمت میں کمی کے ساتھ مزید کچھ عرصہ جاری رکھنے کا ارادہ کر لیا۔[۷۱] ۱۹۴۵ء میں فروری–مارچ، اپریل–مئی، اور نومبر– دسمبر کے شمارے مشترکہ شائع ہوئے۔ صفحات ۵۲ سے کم کر کے ۳۲ کر دیے گئے۔ مقبول عام مستقل مضامین کا سلسلہ بتدریج ختم ہو گیا اور اشاعت میں بے قاعدگی آنے لگی۔ گرتے معیار کے باعث خریداروں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ صاحبان ذوق بے توجہی برتنے اور مستقل خریدار چندے کی ادائیگی میں آنا کانی کرنے لگے، جو حفیظ کی دل شکستگی میں مزید اضافے کا باعث بنا۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود وہ اس کی سابقہ ساکھ بحال نہ کر سکے۔ بالآخر جنوری ۱۹۴۶ء کا شمارہ آخری ثابت ہوا، اور العزیز ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔[۷۲]

حفیظ، صاحب فراش رہنے کے بعد ۳۰ نومبر ۱۹۵۹ء کو وفات پا گئے۔ لاولد تھے، چنانچہ انھوں نے اپنی زندگی کے

آخری ایام میں اپنا کتب خانہ[٤٣]،عزیز المطابع، اورہفت روزہ الــعــزیــز کا ڈیکلریشن اپنے چچا زاد بھائی، یعنی عزیز کے برادر بزرگ حاجی محمد عبدالرحمان آزاد (۱۸۶۸–۱۹۳۸ء) کے بیٹے سیٹھ عبید الرحمان (۱۹۲۶–۲۰۱۳ء) کے نام کر دیا،[٤٤] جنھوں نے حفیظ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ یہ اخبار جاری رکھا، لیکن ۱۹۶۲ء میں یہ بھی بند ہو گیا۔ اور یوں عزیز کے عزیز المطابع سمیت یہ دونوں ہر دلعزیز العزیز ماضی کا حصہ بن گئے۔

آج مجھے الــعــزیــز کے مارچ ۱۹۴۱ء کے اداریے ''بزم عزیز'' میں شائع ایک قدر دان کے یہ کلمات یاد آتے ہیں کہ وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ الــعــزیــز کی ایک ایک کاپی ایک ایک اشرفی میں نہیں مل سکے گی،[٤٥] جنھیں آج ستتر (۷۷) برس گذر جانے کے بعد وقت نے درست ثابت کردیا۔ الــعــزیــز ایک ایسے اہم ماخذ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے جس کے بغیر اس ریاست کے ادبی خدوخال مکمل نہیں ہو سکتے۔ لیکن صد افسوس کہ اب اس کے شمارے ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔ اس وقت سیٹھ عبید الرحمان کے کتب خانے، مرکزی کتب خانے بہاول پور، یا کچھ علم دوست افراد کے نجی کتب خانوں کے پاتالوں میں چند شمارے تو مل سکتے ہیں، مگر مکمل فائل کہیں بھی دستیاب نہیں۔

حواشی وحوالہ جات

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور۔

۱۔ بہاول پور سے ۱۸۹۱ء میں محمد عبدالرحمان آزاد نے غــمــزۂ یــار کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں مشاعروں میں پڑھے جانے والے کلام کا انتخاب دیا جاتا تھا۔ اسے بہاول پور کا پہلا ادبی اورعوامی رسالہ کہا جاتا ہے، جو جلد ہی بند ہو گیا۔ ۱۹۱۲ء میں صادق ایجرٹن کالج سے ایک مجلّہ نخلستان ادب شائع کیا جانے لگا (جو تاحال جاری ہے)، ۱۹۳۳ء میں سید مبارک شاہ جیلانی نے سنجر پور سے لالۂ صحرا نامی مجلّے کا آغاز کیا، جو ایک ہی شمارہ شائع ہونے کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۳۶ء میں شجاع احمد ناموس نے محقق کے چند شمارے، اور ۱۹۳۸ء میں سید نذیر علی شاہ نے رود ستلج جاری کیا۔ ۱۹۳۹ء میں غلام دستگیر نے ایک ادبی پرچہ اصلاح جاری کیا، اور پھر ۱۹۴۰ء میں العزیز کا اجرا ہوا۔ دیکھیے: مسعود حسن شہاب دہلوی، بہاول پور میں اردو (بہاول پور: اردو اکیڈمی، ۱۹۸۳ء)، ۱۴۲۔

۲۔ عزیز الرحمان اور حفیظ الرحمان کے حالات و خدمات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: ماجد قریشی، دبستان بہاول پور (بہاول پور: ادارۂ مطبوعات آفتاب مشرق، ۱۹۶۴ء)، ۱۰۸–۱۲۰۔

۳۔ سیٹھ عبید الرحمان، ''بہاول پور کی صحافت کا سرسری تذکرہ''، مشمولہ الـزبیـر (سہ ماہی) بہاول پور کی سو سالہ صحافت نمبر (بہاول پور: اردو اکیڈمی، ۱۹۸۴ء): ۲۶۴۔

۴۔ اس دور میں مطبع صادق الانوار سے سوائے سرکاری احکامات اور سرکاری اخبار کے عوام کی کوئی کتاب نہیں چھپ سکتی تھی۔ کبھی کبھار خاص منظوری کے بعد

کوئی خالص ادبی نوعیت کی کتاب چھپ جاتی تھی۔ عزیز اور حفیظ کو بھی اپنی کتب کی اشاعت کے لیے دہلی یا لاہور کا رخ کرنا پڑتا تھا (دیکھیے: مسعود حسن شہاب دہلوی،۱۲۳)۔ مطبع صادق الانوار آج بھی بہاول پور میں'' پنجاب گورنمنٹ پریس بہاول پور'' نام سے موجود ہے۔

۵۔ مسعود حسن شہاب دہلوی،۱۳۹۔

۶۔ عزیز الرحمان عزیز،''افتتاحیہ''،مشمولہ العزیز (اپریل ۱۹۴۰ء):۵-۶۔

۷۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (ستمبر ۱۹۴۰ء):۳۔

۸۔ عربی قطعے کا ترجمہ یہ ہے: جب العزیز ایک عزیز (پیارے) سے ملا تو ہم نے اس کو خوش آمدید کہا۔ بسم اللہ کی 'با' سے حساب کرتے ہوئے ہم نے کہا ''خیر الجراید قدجری'' سال میں جاری ہوا۔اس مادے سے مطلوبہ تاریخ (۱۳۵۹ھ) برآمد نہیں ہوتی۔ مادہ ''خیر الجراید قد جری'' سے۱۳۶۶ برآمد ہوتے ہیں۔ بسم اللہ کی 'با' کے مزید دو عدد جمع کرنے سے ۱۳۶۸ بن جاتا ہے!

۹۔ عزیز الرحمان عزیز،''افتتاحیہ''،مشمولہ العزیز (اپریل ۱۹۴۰ء):۶۔

۱۰۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۰ء):۲-۳۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ مسعود حسن شہاب دہلوی، مشاہیر بہاول پور (بہاول پور: اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)،۱۰۴۔

۱۳۔ عزیز الرحمان عزیز،'' بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (دسمبر ۱۹۴۰ء):۲۔

۱۴۔ ایضاً، (جون ۱۹۴۰ء):۲۔

۱۵۔ شاہ معین الدین احمد ندوی،''باب التقریظ والانتقاد''، مشمولہ معارف (ستمبر ۱۹۴۰ء): ۲۳۲–۲۳۳۔

۱۶۔ حافظ شفیع شیدا،'' محاکمہ''، مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۵ء):۱۴۔

۱۷۔ حفیظ الرحمان حفیظ،'' بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۱ء):۴۔

۱۸۔ ایضاً،''صادق ایجرٹن کالج کا مشاعرہ''، مشمولہ العزیز (دسمبر ۱۹۴۱ء): ۲۳۔

۱۹۔ ایضاً،'' بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (فروری ۱۹۴۳ء):۴۔

۲۰۔ عزیز الرحمان عزیز''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۳ء):۵۔

۲۱۔ حفیظ الرحمان حفیظ،'' آل انڈیا مشاعرہ بہاول پور''، مشمولہ العزیز (جولائی ۱۹۴۳ء):۶۔

۲۲۔ ایضاً،'' بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (اکتوبر ۱۹۴۴ء):۵۔

۲۳۔ مسعود حسن شہاب دہلوی،''العزیز – ایک کامیاب ادبی ماہنامہ''، مشمولہ الزبیر (سہ ماہی):۵۴۔

۲۴۔ عزیز الرحمان عزیز،''قلعہ ڈیراور کی قدیم تاریخ''، مشمولہ العزیز (جون ۱۹۴۰ء):۳۹۔

۲۵۔ اللہ وسایا عباسی،''دولت عالیہ عباسیہ خداداد بہاول پور کے قدیم قلعے – قلعہ اسلام گڑھ''، مشمولہ العزیز (دسمبر ۱۹۴۱ء):۱۴۔

۲۶۔ حفیظ الرحمان حفیظ،'' شہر بہاول پور میں اہل ہنود کے متبرک مقامات''، مشمولہ العزیز (جون ۱۹۴۴ء):۲۶۔

۲۷۔ صبح صادق پہلی مرتبہ ۱۹۰۰ء میں بہ اہتمام ایس ایم حمید، حالی پریس، پانی پت سے شائع ہوئی۔ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب نواب صادق خان رابع کے عہد کا آغاز سے اختتام تک بخوبی احاطہ کرتی ہے۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۳ء میں عزیز المطابع سے شائع ہوا، جو اپنے موضوع اور ترتیب کے لحاظ سے پہلے ایڈیشن سے بالکل مختلف ہے۔ اس میں نواب صادق رابع کی سوانح کو صرف ۳۳ صفحات تک محدود کر کے نواب بہاول خان خامس اور نواب صادق خان خامس کے حالات بھی شامل کر کے صادق خان خامس کے نام معنون کیا گیا ہے۔ تیسرا ایڈیشن، دوسرے ایڈیشن کی عکسی اشاعت ہے جو ۱۹۸۸ء میں

اردو اکیڈمی بہاول پور سے شائع ہوا۔

۲۸۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''صبح صادق''،مشمولہ العزیز(دسمبر۱۹۴۳ء):۴۱۔

۲۹۔ عزیز الرحمان عزیز،''نوادر کتب خانۂ سلطانی''،مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۱ء):۴۸۔

۳۰۔ ایضاً،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (جون۱۹۴۲ء):۴۔

۳۱۔ حفیظ الرحمان حفیظ،'' بزم عزیز''،مشمولہ العزیز(جنوری۱۹۴۴ء):۳-۴۔

۳۲۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۳ء):۳ ۔

۳۳۔ نواب صادق خان خامس کا کتب خانہ سلطانی صادق گڑھ محل،ڈیرہ نواب میں موجود تھا۔ نواب صاحب کی وفات(۱۹۶۶ء) کے بعد۲۰۰۴ء میں باقی جائیداد کے ساتھ یہ کتب خانہ بھی ان کے ورثا میں تقسیم ہو گیا۔ دیکھیے: عصمت درانی،''ریاست بہاول پور کا شاہی کتب خانہ: قیام، ترقی اور بربادی'' ،مشمولہ جنوب مغربی ایشیا کا علمی تناظر(تاریخ، تہذیب اور ادب) ارمغان مقالات به پیش خدمت معین الدین عقیل (کراچی: ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۱۶ء): ۲۰۳۔

۳۴۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز(ستمبر۱۹۴۲ء):۱۲۔

۳۵۔ ایضاً،''قند پارسی''،مشمولہ العزیز (اگست۱۹۴۰ء):۳۳۔

۳۶۔ ایضاً، ''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۱ء):۲۔

۳۷۔ مولانا نذیر احمد گجراتی،''رباعیات خیام کا منظوم ترجمہ''،مشمولہ العزیز (فروری۱۹۴۱ء):۴۰؛ (مارچ ۱۹۴۱ء): ۲۵۔

۳۸۔ وحید الدین سلیم پانی پتی،''حافظ شیرازی کے فارسی اشعار کا آزاد ترجمہ''،مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۱ء): ۹۔

۳۹۔ حفیظ الرحمان حفیظ،'' میرے بیاض کے فارسی اشعار''،مشمولہ العزیز (مارچ۱۹۴۱ء):۲۶۔

۴۰۔ ایضاً،''بہاول پور کی قدیم مسجد قصائیوں والی''،مشمولہ العزیز (مارچ۱۹۴۱ء):۲۸۔

۴۱۔ عزیز الرحمان عزیز،''جنت آشیان نواب حاجی محمد بہاول خان خامس عباسی اور حضرت خواجہ غلام فرید''،مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۲ء): ۲۵-۲۶۔

۴۲۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''مشاعرہ العزیز''،مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۱ء):۵۔

۴۳۔ نور الزمان اوج،''بہاول پور کی صحافت اپنی ذات کے حوالے سے''،مشمولہ الزبیر(سہ ماہی): ۲۳۳۔

۴۴۔ سلسلۂ عزیزیہ کے تحت شائع ہونے والی کتب کی تعداد تقریباً ایک سو چالیس (۱۴۰) ہے۔ ان کتابوں پر باقاعدہ سلسلۂ عزیزیہ کا اشاعت نمبر درج کیا جاتا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں حفیظ الرحمان کی طرف سے ایک اشتہار بھی شائع کیا گیا، جس میں ان تمام کتب کی تفصیل موجود تھی۔ لیکن افسوس کہ یہ محفوظ نہ رہ سکا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد نعمان فاروقی، حفیظ الرحمان حفیظ: حیات اور کارنامے ،مقالہ برائے ایم فل(غیر مطبوعہ)،اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور (۲۰۰۶-۲۰۰۸ء)،۳۲۔

۴۵۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۱ء): ۳۔

۴۶۔ زاہدہ خاتون شروانیہ (ز خ ش)،'' آئینۂ حرم''،مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۰ء): ۱۸۔

۴۷۔ سعیدہ نگار،'' میں''،مشمولہ العزیز (اپریل ۱۹۴۰ء): ۳۶۔

۴۸۔ شفیق بانو،''دل کی خواہش''،مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۴ء):۲۴۔

۴۹۔ بہاول پور کی نامور شخصیت ابو العرفان حکیم عبدالرشید کی اہلیہ نصرت رشید بہاول پور کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ تھیں۔ ان کی نعتوں کے دو مجموعے دعائے نیم شبی اور آہ سحر گاہی نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی اولاد میں سے نامور افسانہ و ناول نگار اور شاعرہ بشریٰ رحمان کے علاوہ

فرحت رشید اور احمد غزالی بھی مقامی ادب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھیے: عمران اقبال، بہاول پور میں اردو شاعری: ۱۹۴۷–۲۰۱۰ء (بہاول پور:چولستان علمی وادبی فورم،۲۰۱۰ء)، ۲۲۸۔

۵۰۔ نصرت رشید،''خیر مقدم''،مشمولہ العزیز (ستمبر ۱۹۴۱ء):۲۷۔

۵۱۔ ایضاً،''سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ''،مشمولہ العزیز (اکتوبر ۱۹۴۱ء):۷۔

۵۲۔ ایضاً،''عیدغربت''،مشمولہ العزیز (نومبر ۱۹۴۱ء): ۳۵۔

۵۳۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۱ء):۲–۳۔

۵۴۔ محمد اکبر خان نے ریاست کی صدر عدالت میں سرشتہ دار کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا اور صیغۂ عدل وانصاف میں مختلف عہدوں سے ہوتے ہوئے ریاست کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو محکمہ امور مذہبیہ کا ناظم مقرر کیا گیا۔لیکن آپ کو شہرت اس وقت ملی جب بطور ڈسٹرکٹ جج ۱۹۳۵ء میں آپ نے مشہور زمانہ فیصلہ مقدمہ بہاول پور میں قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیا۔تفصیل کے لیے دیکھیے :مسعودحسن شہاب دہلوی، مشاہیر بہاول پور، ۴۷۔

۵۵۔ محمد اکبرخان ،''عورت سے خطاب''،مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۱ء):۹۔

۵۶۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''سندھ کا ایک عارف کامل- جنت آشیاں نواب بہاول خان اول بانی بہاول پور کے دربار میں''،مشمولہ العزیز (اپریل۱۹۴۰ء):۲۸۔

۵۷۔ ایضاً،''سندھی زبان میں جنت آستان نواب محمد بہاول خان عباسی ثالث کی شاعری اور شاہ عبدالطیف صاحب، ولی کامل سندھ کا درس معرفت''،مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۱ء):۳۸–۳۹۔

۵۸۔ مرزا قلیچ بیگ،''الاسماء الحسنیٰ''،مشمولہ العزیز(جولائی ۱۹۴۳ء): ۸۔

۵۹۔ نبی بخش خان بلوچ،''لطف ثانی''، مشمولہ العزیز(اگست۱۹۴۴ء):۱۲۔

۶۰۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''زود پشیمان''، مشمولہ العزیز(اپریل-مئی ۱۹۴۵ء):۹۔

۶۱۔ ایضاً،''کاک ندی''، مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۴ء):۲۰۔

۶۲۔ ایضاً،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز(اپریل-مئی ۱۹۴۵ء):۳–۴۔

۶۳۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۳ء):۳۔

۶۴۔ ایضاً،''بزم عزیز''،مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۳ء): ۲۔

۶۵۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''العزیز بند ہوگیا ہے؟'' مشمولہ العزیز(جنوری۱۹۴۴ء):۷–۸۔

۶۶۔ ایضاً،''موت العالم موت العالم''، مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۴ء):۹۔

۶۷۔ ماجد قریشی، ۱۱۷۔

۶۸۔ ۱۹۳۸ء میں صادق خامس کے ملٹری سیکریٹری اور رفیق خاص، بریگیڈیئر سید نذیر علی شاہ (وفات:۱۹۸۴ء) نے رود ستلج نام سے ماہنامہ جاری کیا۔ وہ یہ پرچہ اہل علم و ذوق میں مفت تقسیم کرتے تھے۔۱۹۴۲ء میں انھوں نے یہ رسالہ علی احمد رفعت کے حوالے کردیا، جنھوں نے اسے ہفت روزہ میں تبدیل کرکے اس کا نام ستلج رکھ دیا۔ ۱۹۵۹ء میں اس نے روزنامے کی شکل اختیار کرلی۔کئی مرتبہ بندش کا شکار رہا،لیکن اب فضل حمید کی زیرادارت پابندی سے شائع ہورہا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: خالدہ رفعت،''ستلج کا سفر''، الزبیر (سہ ماہی): ۱۷۵۔

۶۹۔ شفیع شیدا،''ستلج اور العزیز''،مشمولہ العزیز(دسمبر۱۹۴۴ء):۲۲۔

۷۰۔ ماجد قریشی، ۱۱۷۔

۷۱۔ حفیظ الرحمان حفیظ،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز(اپریل-مئی،۱۹۴۵ء):۴۔

۷۲۔ حفیظ نے العزیز کے بند ہونے کے بعد عزیز المطابع کی دیکھ بھال کی ذمہ داری اپنے ماموں منشی محمد امین کو سونپ دی۔منشی صاحب جب تک زندہ رہے، مطبع چلتا رہا۔ان کی وفات کے بعد عزیز المطابع بھی بند ہو گیا۔دیکھیے: مسعود حسن شہاب دہلوی، مشاہیر بہاول پور، ۱۰۶۔منشی صاحب، عزیز الرحمان کے چچا زاد بھی تھے۔شعر و شاعری کا شوق رکھتے تھے۔ان کا مجموعۂ کلام گلزار امینی کے نام سے مفید عام پریس لاہور سے ۱۹۱۶ء میں طبع ہوا۔ان کی دو اور کتابوں: طلسمی رہبر اور مسدس امداد کا ذکر بھی ملتا ہے، جواب ناپید ہیں۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: صالحہ رحمان، محمد حفیظ الرحمان حفیظ: شخصیت تے فن، مقالہ برائے ایم اے سرائیکی (غیر مطبوعہ)،اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور (۹۲-۱۹۹۱ء)،۴۳۔

۷۳۔ یہ کتب خانہ عزیز المطابع کے قریب ہی واقع عزیز و حفیظ کی اقامت گاہ''حفیظ منزل'' میں''حفیظیہ لائبریری'' کے نام سے قائم کیا گیا تھا، جس میں عربی، فارسی اور اردو مخطوطات کے علاوہ قدیم و جدید کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ان کی وفات کے بعد یہ کتب خانہ اور سلسلہ عزیزیہ کے تحت شائع ہونے والی کتب، سیٹھ عبید الرحمان نے اپنی اقامت گاہ واقع ماڈل ٹاون بی، بہاول پور میں منتقل کر دیں اور اس کتب خانے کو''دبیر الملک کتب خانہ'' کا نام دیا۔دیکھیے: محمد نعمان فاروقی، ۳۴۔مگر افسوس کہ شاذ ہی کوئی محقق اس میں قدم رکھ سکا اور اس علمی خزانے کا بیشتر حصہ دیمک کی نذر ہو گیا۔

۷۴۔ محمد نعمان فاروقی، ۲۶۔

۷۵۔ عزیز الرحمان عزیز،''بزم عزیز''، مشمولہ العزیز(مارچ ۱۹۴۱ء) :۲۔

مآخذ

اقبال، عمران۔ بہاول پور میں اردو شاعری: ۱۹۴۷-۲۰۱۰ء۔بہاول پور: چولستان علمی و ادبی فورم، ۲۰۱۰ء۔

اوج، نور الزمان۔''بہاول پور کی صحافت اپنی ذات کے حوالے سے''۔مشمولہ الزبیر(سہ ماہی) بہاول پور کی سو سالہ صحافت نمبر۔

بانو، شفیق ۔''دل کی خواہش''۔مشمولہ العزیز (جنوری ۱۹۴۴ء)۔

بلوچ، نبی بخش خان ۔''لطف ثانی''۔مشمولہ العزیز(اگست ۱۹۴۴ء)۔

بیگ، مرزا قلیچ ۔''الاسماء الحسنٰی''۔مشمولہ العزیز(جولائی ۱۹۴۳ء)۔

پانی پتی، وحید الدین سلیم۔''حافظ شیرازی کے فارسی اشعار کا آزاد ترجمہ''۔مشمولہ العزیز (ستمبر ۱۹۴۱ء)۔

حفیظ، حفیظ الرحمان۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(مارچ ۱۹۴۱ء)۔

__________۔''صادق ایجرٹن کالج کا مشاعرہ''۔مشمولہ العزیز(دسمبر ۱۹۴۱ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (فروری ۱۹۴۳ء)۔

__________۔''آل انڈیا مشاعرہ بہاول پور''۔مشمولہ العزیز (جولائی ۱۹۴۳ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (اکتوبر ۱۹۴۴ء)۔

__________۔''شہر بہاول پور میں اہل ہنود کے متبرک مقامات''۔مشمولہ العزیز(جون ۱۹۴۴ء)۔

__________۔''صبح صادق''۔مشمولہ العزیز(دسمبر ۱۹۴۳ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(جنوری ۱۹۴۴ء)۔

__________۔''میرے بیاض کے فارسی اشعار''۔مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۱ء)۔

__________۔''بہاول پور کی قدیم مسجد قصائیوں والی''۔مشمولہ العزیز (مارچ۱۹۴۱ء)۔

__________۔''مشاعرہ العزیز''۔مشمولہ العزیز (مئی۱۹۴۱ء)۔

__________۔''سندھ کا ایک عارف کامل - جنت آشیاں نواب بہاول خان اول بانی بہاول پور کے دربار میں''۔مشمولہ العزیز (اپریل۱۹۴۰ء)۔

__________۔''سندھی زبان میں جنت آستان نواب محمد بہاول خان عباسی ثالث کی شاعری اور شاہ عبدالطیف صاحب، ولی کامل سندھ کا درس معرفت''۔مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۱ء)۔

__________۔''زود پشیمان''۔مشمولہ العزیز (اپریل۔ مئی ۱۹۴۵ء)۔

__________۔''کاک ندی''۔مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۴ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(اپریل۔ مئی ۱۹۴۵ء)۔

__________۔''العزیز بند ہوگیا ہے؟''۔مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۴ء)۔

__________۔''موت العالِم موت العالَم''۔مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۴ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(اپریل-مئی،۱۹۴۵ء)۔

خان، محمد اکبر۔''عورت سے خطاب''۔مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۱ء)۔

درانی، عصمت۔''ریاست بہاول پور کا شاہی کتب خانہ: قیام، ترقی اور بربادی''۔مشمولہ جنوب مغربی ایشیا کا علمی تناظر(تاریخ، تہذیب اور ادب) ارمغان مقالات بہ پیش خدمت معین الدین عقیل۔مرتبین جاوید احمد خورشید اور خالد امین۔کراچی: ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۱۶ء۔

دہلوی، مسعود حسن شہاب۔ بہاول پور میں اردو ۔ بہاول پور: اردو اکیڈمی،۱۹۸۳ء۔

__________۔مشاہیر بہاول پور۔بہاول پور: اردو اکیڈمی،۱۹۸۷ء۔

__________۔''العزیز- ایک کامیاب ادبی ماہنامہ''،مشمولہ الزبیر(سہ ماہی) بہاول پور کی سو سالہ صحافت نمبر۔

رحمان، صالحہ۔ محمد حفیظ الرحمان حفیظ: شخصیت تے فن۔مقالہ برائے ایم اے سرائیکی (غیر مطبوعہ)،اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور (۹۲-۱۹۹۱ء)۔

رشید، نصرت۔''خیر مقدم''۔مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۱ء)۔

______۔''سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ''۔مشمولہ العزیز (اکتوبر۱۹۴۱ء)۔

______۔''عید غربت''۔مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۱ء)۔

رفعت، خالدہ۔''ستلج کا سفر''۔ الزبیر(سہ ماہی) بہاول پور کی سو سالہ صحافت نمبر۔

شروانیہ، زاہدہ خاتون (ز خ ش)۔''آئینۂ حرم''۔مشمولہ العزیز (مئی ۱۹۴۰ء)۔

شیدا، حافظ شفیع ۔''محاکمہ''۔مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۵ء)۔

______۔''ستلج اور العزیز''۔مشمولہ العزیز(دسمبر۱۹۴۴ء)۔

عباسی، اللہ وسایا۔''دولت عالیہ عباسیہ خداداد بہاول پور کے قدیم قلعے - قلعہ اسلام گڑھ''۔مشمولہ العزیز(دسمبر۱۹۴۱ء)۔

عبید الرحمان، سیٹھ ۔''بہاول پور کی صحافت کا سرسری تذکرہ''۔مشمولہ الزبیر(سہ ماہی) بہاول پور کی سو سالہ صحافت نمبر۔

عزیز، عزیز الرحمان۔''افتتاحیہ''۔مشمولہ العزیز (اپریل ۱۹۴۰ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(ستمبر۱۹۴۰ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(مئی۱۹۴۰ء)۔

__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۰ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(مارچ۱۹۴۳ء)۔
__________۔''قلعہ ڈیراور کی قدیم تاریخ''۔مشمولہ العزیز(جون۱۹۴۰ء)۔
__________۔''نوادر کتب خانۂ سلطانی''۔مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۱ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (جون۱۹۴۲ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۳ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(ستمبر۱۹۴۲ء)۔
__________۔''قند پارسی''۔مشمولہ العزیز(اگست۱۹۴۰ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۱ء)۔
__________۔''جنت آشیان نواب حاجی محمد بہاول خان خامس عباسی اور حضرت خواجہ غلام فرید''۔مشمولہ العزیز (ستمبر۱۹۴۲ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (نومبر۱۹۴۱ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۱ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (جنوری۱۹۴۳ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز (دسمبر۱۹۴۳ء)۔
__________۔''بزم عزیز''۔مشمولہ العزیز(مارچ۱۹۴۱ء)۔
فاروقی، محمد نعمان ۔ حفیظ الرحمان حفیظ: حیات اور کارنامے ۔ مقالہ برائے ایم فل (غیر مطبوعہ)،اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور (۰۸-۲۰۰۶ء)۔
قریشی، ماجد۔ دبستان بہاول پور ۔ بہاول پور: ادارۂ مطبوعات آفتاب مشرق،۱۹۶۴ء۔
گجراتی، مولانا نذیر احمد۔''رباعیات خیام کا منظوم ترجمہ''۔مشمولہ العزیز (فروری۱۹۴۱ء)۔
__________۔''رباعیات خیام کا منظوم ترجمہ''۔مشمولہ العزیز (مارچ ۱۹۴۱ء)۔
ندوی، شاہ معین الدین احمد۔''باب التقریظ والانتقاد''۔مشمولہ معارف (ستمبر۱۹۴۰ء)۔
نگار، سعیدہ ۔''میں''۔مشمولہ العزیز (اپریل ۱۹۴۰)۔